علامہ اقبال اور ان کا عہد سبق : ۲

Teaching Lecture

Subject : Urdu

Class : B.A. (Hons.) I

Topic : Allama Iqbal aur unka Ahad

Lesson : 02

Author : Dr. Fatahullah Quadri

Lecture Series No. : 26

دوسرا دور

۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کا دور ان کی شاعری کا دوسرا دور ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب علامہ اقبال حصول تعلیم کے لیے ولایت گئے تھے اس میں انھوں سے بہت کم شاعری کی ہے بلکہ کسی قدر شاعری ہی سے دل برداشتہ ہو گئے تھے مگر آرنلڈ کی کوششوں سے دوبارہ راضی ہوئے تو شاعری کی زبان فارسی ہوگئی تاہم اسے بھی وہ پوری طرح نبا ہ نہ سکے ان کی فارسی شاعری کا دور شباب ہمیشہ وستا میں واپس آنے پر قائم ہوا۔ انھوں نے اس دور میں جو کچھ کہا اس میں فلسفہ خودی کے ساتھ فلسفہ بے خودی کی جھلک بھی نظر آتی ہے، وطن سے محبت سے اگرچہ ان کو اب بھی عار نہ تھا تاہم اس دور میں ان کا یہ نظریہ قائم ہوا کہ وطنیت پر اسلامی قومیت کی تعمیر نہیں کی جا سکتی۔

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا\
بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے\
کہاں کا آنا کہاں کا جانا فریب ہے امتیاز عقبیٰ\
نمود ہر شے میں ہے ہماری کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

(اس دور میں علامہ اقبال کے زاویہ نظر میں تبدیلی پیدا ہوئی انھوں نے شاعری کے بجائے پیمبری کی حیثیت اختیار کرلی) علی گڑھ کے طلبہ کے نام ایک پیغام میں فرماتے ہیں

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے — عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے\
طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم — یہ بھی سنو کہ نالہ طائر بام اور ہے\
آتی ہے کوہ سے صدا راز حیات ہے سکوں — کہتا تھا شور نا تواں لطف خرام اور ہے\
جذب حرم سے ہے فروغ انجمن حجاز کا — اس کا مقام اور ہے اس نظام اور ہے

موت ہے عیش جاوداں ذوق طلب اگر نہ ہو　　گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے

بادہ ہے نیم رس ابھی شوق ہے نارسا ابھی　　رہنے دو خم کے سر پر تم خشت کلیسا ابھی

علامہ اقبال وطن واپس آئے تو یہ عزم وحوصلہ بھی ساتھ لائے کہ اب شاعری سے مسلمانوں کی خدمت کروں گا اس لیے ان کی شاعری کو ہم کسی قدر اسلامی شاعری بھی کہہ سکتے ہیں۔

تیسرا دور

(۱۹۰۸ء سے علامہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے اس دور میں انھوں نے فارسی شاعری پر زیادہ توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو شاعری پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اردو نظموں میں مقطع یا بعض دوسرے اشعار اور مصرعے فارسی میں ہیں۔

اس دور میں علامہ اقبال کی حضور اکرم ﷺ سے عقیدت ومحبت بے انتہا بڑھ گئی تھی ان کی نظم شفاخانہ حجاز اسی دور کی یادگار ہے جس میں انھوں نے سرزمین حجاز میں مرنے کی خواہش کا اظہار بڑے مئوثر انداز میں کیا ہے۔ ''میں اور تو'' میں بھی ان کی عقیدت انتہا کو پہونچی ہوئی ہے۔)

یورپ کے سفر نے ان میں جو یہ تبدیلی پیدا کی ان کے متعدد وجوہات ہیں سب سے اہم درجہ یہ ہے کہ یورپ کے لوگ قومیت اور وطنیت کے پردے میں دوسری اقوام کو مٹانے کی جو کوشش کر رہے تھے یہ راز ان پر آشکارا ہو چکا تھا جنگ بلقان اور جنگ طرابلس سے یہ راز اور عیاں ہو گیا علامہ اقبال نے شکوہ جواب شکوہ، فاطمہ بنت عبداللہ، اور حضور رسالت مآب ﷺ کے عنوان سے جو نظمیں اس دور میں لکھیں ان میں مسلمانوں کے جذبات کا اظہار ہے شمع وشاعر بھی اس زمانے کی پرجوش نظم ہے۔

دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو اس کا اثر بھی مسلمانوں پر پڑا اور قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا خلافت بھی نام کی باقی رہ گئی تھی اور واقعہ تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کا سرے سے کوئی مستقبل ہی دکھائی نہیں دیتا تھا غریبی بے روزگاری اور افلاس نے پوری دنیا کا دائرہ سمیٹ دیا تھا ان سب باتوں کا اقبال نے اثر لیا اور اپنی شاعری میں اس پر تبصرہ کیا اپنی نظم خضر راہ میں ان مسائل کو بخوبی بیان کیا۔ قسطنطنیہ پر جب دوبارہ مصطفےٰ کمال پاشا نے قبضہ کرلیا تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور علامہ نے طلوع اسلام جیسی بلند پایہ نظم لکھی۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے

تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

یہ نظم بانگ درا کی آخری نظم ہے اور اس پر اس دور کی شاعری کا خاتمہ ہوتا ہے۔

چوتھا دور (اس کے بعد علامہ کا چوتھا اور آخری دور شاعری شروع ہوا بانگ درا کے بعد انھوں نے جو کچھ کہا وہ اس دور میں شامل کیا جاتا ہے اس دور میں خاص طور پر علامہ اقبال فلسفہ کو خودی سے سرشار نظر آتے ہیں) اور بال جبریل میں جو اس دور

کے کلام کا مجموعہ ہے فلسفہ خودی کی بہتات ہے۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی — کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں — جو ناز ہو بھی تو لذت نیاز نہیں
خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں — تو آب جو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں
یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبح گاہی — کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی

❀❀❀❀❀❀